

تعليم الأيمان

Deposition No

250



جميع في المطبع الشاهي
الواقع في بلاد بمو

للكتب
الجزئية

دارت الحافرة است الله سبحانه وعاقا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ مَا بَعْدَ اس
 رسالے میں بیان ایمان کامل کا کیا جاتا ہے جو وسیلہ جلیلہ پر واسطے دخول جنت کے
 اللہم انی اسألك الجنة واعوذ بك من النار یہ اس باب میں حدیث جبریل
 علیہ السلام جو جسکو عمر بن خطابؓ نے مرقعہ عارواً بت کیا ہے جبریل علیہ السلام نے
 اگر پہلے حضرت سے سوال اسلام کا کیا تھا کہ اسلام کس کام کا نام ہے آپ نے فرمایا
 اسلام یہ ہے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دے نماز پڑھے زکوٰۃ دے
 روزہ رمضان کے کار کے خانہ کعبہ کا حج کرے اگر راہ پاس آن چاہے تو حج کا
 ذکر کرنے رسائل علیہ رو میں علیہ علیہ کیا ہے اس جگہ بیان کرنا ایمان کا مقبول ہے
 ایمان کے بیان میں جواب سوال جبریل علیہ السلام حضرت نے یہ فرمایا تھا کہ

ایمان یہ ہے کہ توحید الہیہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر
اور آخرت کے دن پر اور تقییر کی بھلائی پر الٰہی برکت کے بعد جبرئیل نے
سوال احسان کا کیا تھا اور اس کے جواب میں یہ فرمایا تھا کہ احسان یہ ہے کہ تو اس
کی عبارت کرے اس طرح پر کہ گویا تو اس کو دیکھتا ہو اور اگر تو اس کو نہیں
دیکھتا ہو تو وہ تجھ کو دیکھ رہا ہو وادہ مسئلہ یہ احسان جو معنی اخلاص ہے
اسلام و ایمان دونوں سے تعلق رکھتا ہے اس کے نام اسلام صحیح ہو سکتا
اور نہ ایمان درست کیونکہ بدون احسان کے اسلام ریا ہوتا ہے اور ریا شرک
خفی ہے اور بدون اخلاص کے ایمان نفاق ہوتا ہے متناقض کافر سے بھی بدتر ہے
اس لیے ہر مسلمان پر واجب ہے کہ سخی ایمان بلکہ اسلام کے اچھی طرح سمجھ لے اگر
بخوبی نہ سمجھتا تو نام کا مسلمان ہو گا نہ کام کا اور ایمان اس کا ناقص نہیں گاہی
سو حضرت نے حدیث ابو ہریرہ میں فرمایا ہے کہ ایمان کچھ اور پندرہ شے ہیں اور ان میں
فصل کنا لا الہ الا اللہ کا ہے اور اونی دو رکنا ایزا کے چیز کا راہ سے متفق علیہ
اس سے ثابت ثابت ہوا کہ ایمان نام ہی قول و عمل کا کمال اس ایمان کا یہ ہے کہ حضرت
سب سے زیادہ اس کو محبوب ہوں باپ بیٹے اور تمام لوگوں سے جس طرح کہ حدیث انس
ہیں فرمایا ہے کہ لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدا ووالدہ واولادہ
اجمعین متفق علیہ خطاب میں نے کہا مگر اس سے حب طبع نہیں ہے بلکہ حب اختیار
ہے قرآن بجا ہے کہ اس طلب میں ہے کہ جو شخص مکمل الایمان ہو وہ یہ بات جانتا ہے کہ

حق حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا باب پیر سب دمیون کے حق سے زیادہ ہر
 عیاض کے کہاں حقیقۃً الایمان لا یتتم الا بذلک ولا یصح الا بایمان الا
 بتحقیق اعلیٰ قدر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و منزلتہ علی کل والد
 ولد و محسن و مفضل و من لم یعقد هذا و اعتقد سواہ فلیس بمؤمن ^{انہ}
 یعنی بی اس غلبہ محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی کا ایمان درست نہیں
 ہوتا ہی اور دوسری روایت انس میں فرمایا ہر تین چیزیں میں جس شخص میں وہ
 چیزیں ہوں گی وہ مزا ایمان کا پاسیگا ایک یہ کہ اللہ رسول او سکوا سوا ہمارے
 دوست تر ہوں دوسرے یہ کہ سکو دوست رکھے اللہ کے لیے دوست رکھے
 تیسرے یہ کہ بعد رہائی کے کفر سے پہر کفر میں آنیکو پسند نہ کرے نہ طرح کرے
 میں گرتے کو مکر وہ رکھتا ہی متفق علیہ سراج و راج میں کہا ہی اصل محبت یہ
 کہ میل خاطر طرف موافقت محبوب کے ہو انسان کا میل کہی طرف اوس چیز کے
 ہوتا ہی سکو وہ مستحسن سمجھتا ہی جیسے اچھی صورت اچھی آواز اچھا کہنا نا و نحو ہا
 اور کہی دل و کامعانی باطنہ کی طرف جھکتا ہی جیسے محبت صلحار و صلحاء اہل
 مطلقاً اور کہی بوجہ احسان و موقع حضرت کے کہ سکو دوست رکھتا ہی سو یہ ساری
 باتیں حضرت میں جمع ہیں کیونکہ آپ میں جمال ظاہر و باطن و کمال خلل و خیال
 و انواع فضائل احسان و ہدایت صراط مستقیم اور ابعاد منجم موجود تھا
 رہی محبت عشاق کے ساتھ صورتہ مروان و نسوان کے سو یہ ایک فتنہ کبریٰ

وہی شخص ہے اقباسے شقی کو ایک نوع میں لیا گیا ہے اور شرع میں شرک
وہی نسبت توحید پر اور عقل کے نزدیک حق و سناہت تیسری روایت عبا
مین فرمایا ہے مزاچکا ایمان کا اوس شخص نے جو انہی جواہر کے رب ہونے
اور اسلام کے دین ہونے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے سے
روا کہ مسلمانوں کا مبارک اللہ سے توحید الہیت اور افضل شریعت رب سے
توحید ربیت کا اقرار نکالا ایسا مقرر مومن کامل ہوتا ہے اور جو ایک قسم کی توحید
کا انحراف اور دوسری قسم کی توحید کا منکر ہے وہ کافر ہے یا شرک مومن نہیں ہے
کارخانہ ایمان کا اوسی وقت تک درست رہتا ہے کہ اللہ رسول کے برابر کسی
والفت و مروت نہ ہو صاحب تحریر نے کہا ہے معنی الحدیث لہ یطلب غیر اللہ
و لیسع فی غیر طریق الاسلام و لہ یسلک الا ما وافق شریعہ محمد صلی اللہ
علیہ و آلہ و سلم و لاشک ان من کانت هذه صفته فقد خلصت حلاوة
الایمان الی قلبہ و ذاق طعمہ انتہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے و الذین امنوا
حسبہ اللہ امام بالکث غیر ہونے کا ہے کہ محبت خدا و رسول کی واجبات اسلام کی
محبت اسی طرح ہوتی ہے کہ طاعت بجا لاسے مخالفت ترک کرے انہی سب کو جو محبت
حاصل ہو جاتی ہے وہ ہر گناہ و خویش سے جو مخالفت خدا و رسول پر دلش ہو جائے
بہتر خویش کہ بگناہ از خدا باشد فدای یک تن بگناہ کا شائبہ
اور کسی محبت بصادق مین کہ نقصان ہوتا ہے و وضعیف الاسلام کی او سکا کچھ غرا

اپنے ایمان کا نہیں ملا اور اسے کچھ قدر اپنے دین کی نجاتی اسی جگہ سے
 حدیث سفیان ثقفی میں فرمایا ہے قل امنت باللہ ثم استقم رواہ مسلم
 یعنی ایمان کے ساتھ استقامت بھی ہونا چاہیے ورنہ منافق ہی ظاہرین
 سومن ہوتے ہیں اور بہت سی مومن مشرکین و عیاق من الذہم باللہ کا
 وہم مشرکوں پر اعتبار اس استقامت کا یہ ہے کہ ظاہرین اعمال چارگانہ اسلام
 بعد شہادت کے بجالا سے اور ول سے اسکی تصدیق پر جاری ہے و لہذا
 حدیث طحیمین فرمایا ہے افلی الرجل ان صدق متفق علیہ یعنی فلاح و سستی
 واسن صدق ہے اگر صدق نہیں ہے تو فلاح بھی نہیں ہے صدق یہی ہے کہ جو
 موئمہ سے اقرار کیا ہے وہ دل میں قائم و دائم ہو اور جوارح سے عمل میں آئے
 اسی جگہ سے حدیث وفد عبد القیس میں اعمال اسلام پر اطلاق لفظ ایمان کا
 کیا ہے رواہ البخاری اور حدیث ابی سعید خدری میں عورتوں کو ناقص عقل
 والدین فرمایا ہے ہر نقصان اس کے دین کا یہ بتایا کہ حیض میں گزار روزہ نہیں
 کرتی ہیں اور عقل کا یہ نقصان ثابت کیا کہ انکی گواہی برابر نصف شہادت مرد
 کے ہوتی ہے متفق علیہ معلوم ہوا کہ نقصان عمل سے نقصان دین کا ہوتا ہے
 و لہذا عقائد میں لکھا ہے کہ ایمان پر ہٹا گھٹتا ہے زیادتی ایمان کی زیادت طاعت
 سے ہوتی ہے اور نقصان ایمان کا نقصان طاعت یا فعل معاصی سے ہی ہوتا ہے
 ہے کہ اللہ نے قرآن میں فرمایا ہے کہ صلح و فاسق برابر نہیں ہیں کیونکہ صلح

ہر من کامل ہوتا ہوا اور فاسق ہر من ناقص ام حسب الذین جرت عواصیہ
 ان یصلحہم کالذین امنوا و عملوا الصالحات سوائہ شیئا کم و منہا انہما
 ما یحکمون یعنی کیا فاسقوں کو یہ خیال ہو کہ ہم ان کو اور پیغمبر کو برابر کر دیں
 انکا تو حینا میرا کیساں ہر نہ بینہ کی خوشی نہ مرے کا غم آست موسیٰ کے
 فاسق جب عذاب الہی سے ہلاک ہوئے اور ہزار ہاتھے موسیٰ علیہ السلام
 کو اونسے مرے کا کیا برگی اس کثرت سے افسوس ہوا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ
 وامن علی القوم الفاسقین تو ان فاسقوں کے مرے کا شیخ نکر کیونکہ یہ نزد
 اللہ کے بقدر میں انکا ایمان کامل نہیں ہوا انکو اگر اللہ و رسول سے محبت و
 ہوتی تو یہ ہرگز خلاف اوستے حکم کے عدا کوئی کام کرتے خصوصاً معاصی
 کیا کرتے تو ضرور ہی نیچے اور بد جات قلیل و کثیر و خفی و جلی سے بھاگتے
 مگر انکے دل پر محبت غیر اللہ کا تسلط ہوا اسلئے انکے ایمان میں ضعف ہوتی
 غیر اللہ کے لیے سدا رہ نجات ہوگی

غیر حق ہر چہ دولت را بر بود سدا رہ تو ہماں خواہ بود

حدیث ابو امامہ میں فرمایا ہے جسے دوست رکھا کسی کو اللہ کے لیے اور دشمن
 کسی کو اللہ کے لیے اور دیا اللہ کے لیے اور منع کیا اللہ کے لیے اوستے اپنا
 ایمان کامل کر لیا رواہ ابو داؤد و الترمذی معلوم ہوا کہ کمال ایمان یہ ہے
 کہ حق و عطا و منع و خواہاں اللہ کی مرضی کے موافق ہو اور جب شرعی کو

حب طبعی پر غالب ہے ابو ذر رفاکتے میں فی فضل اعمال حب فی اللہ بفض
ہی رواہ ابو داؤد اور روایت ابو ہریرہ میں مرفوعاً آیا ہے کہ مسلمان وہ
جس کے زبان و ہاتھ سے مسلمان سلامت رہیں اور موسن وہ جس کی لوگوں کی
جان و مال پر اس میں ہوں رواہ الترمذی والنسائی بیہقی نے اتنا اور زیادہ
کیا ہے کہ مجاہد وہ ہے جو اپنی جان سے اللہ کی طاعت میں مجاہدہ کرے اور مہنگا
وہ ہے جس نے خطاؤں اور گناہوں سے ہجرت کی ہے یعنی اعتبار صدق نیت
اور طہارت طوہت کا بھی نہ صورت ظاہری اعمال سلام کا حدیث میں آیا ہے
اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اعمال کو نہیں دیکھتا ہے تمہارے دلوں اور نیوٹوں کو
دیکھتا ہے وہ ب بن منہ سے کسی نے پوچھا تھا کہ کیا لا الہ الا اللہ جنت کی کنجی
نہیں ہے کہا ہاں لکن ہر کنجی کے لیے دانت ہوتے ہیں سو تو اگر ایسی کنجی لا سکا
جو دانت والی ہے تو جنت تیرے لیے مفتوح ہوگی ورنہ مفتوح نہ ہوگی رواہ
البخاری یعنی ایمان بی عمل کے کم نفع دیتا ہے ابوامامہ کہتے ہیں ایک مرد نے
حضرت سے پوچھا تھا ایمان کیا ہے فرمایا جب تجھ کو نہ خوش کرے اور سلیم
ہماری لگے تو اب تو موسن ہے پوچھا گناہ کیا ہے فرمایا جب کوئی چیز تیرے جی میں
تے بنے تو تو اس کو چوڑے رواہ احمد معاً یہ ہے کہ جس شخص کو گناہ ہوا
نہیں لگتا اور اسکے ایمان میں نقصان ہے اور گناہ کو بھی بتا دیا کہ میں اس سے
دل میں تردد اسے وہی گناہ ہے عمرو بن عبسہ نے حضرت سے کہا تھا ایمان کیا ہے

فرمایا سپردِ سلامت یہی ترک گناہ پر پیکر کرنا اور رعایت پر جو اندر دی ظاہر
 کرنا یہی افضل ایمان کیا ہے قرآن میں خلق احمدیہ رواہ احمد لفظ حسن
 میں ہے کہ اگر مظلوم ظالم سے لڑے گا تو اس کی کتاب مکارم الاخلاق تکمیل اسکے
 ایمان کی ہے متعاقب جیل نے سوال افضل ایمان کا کیا تھا فرمایا ان تعجب لله و
 بعض الله و فعل لسانك في ذكر الله يعني دوستی و دشمنی اللہ کے لیے ہو اور
 زبان سے اللہ کا ذکر کرنا اس پر رواہ احمد حدیث ابن عمر میں فرمایا ہو چھو
 حکم ہو اس کی مین لوگوں سے مقاتلہ کروں یہاں تک کہ وہ گواہی دینا سہل
 کی کہ لا اله الا الله و ان محمدًا رسول الله اور قائم رکھیں نماز اور روئے کو
 جب وہ ایسا کرے گی تو اپنے خون و مال کو مجھے بچالینگے مگر حق اسلام سے
 اور حساب و کتاب الہی پر متفق علیہ یعنی اگر یہ کام اونے بطور نفاق کے
 ہوگا تو اللہ محاسب ہے ظاہر میں اون کے ساتھ معاملہ اسلام کا سا کیا جائے گا
 حضرت کے وقت میں منافق بہت تھے قرآن شریف مذمت اہل نفاق سے
 لبریز ہے جو اب ہر یہ کہتے ہیں ایک اعرابی نے حضرت سے کہا تھا مجھے ایسا عمل
 بتاؤ کہ جب میں وہ کام کروں تو جنت میں جاؤں فرمایا تو عبادت کر اللہ کی
 کنیکہ اور سکا شریک نہ کر اور نماز فرض پڑھ اور زکوٰۃ فرض دے اور رمضان کا
 روزہ رکھ اور سنے کہا مجھے قسم ہے اس کی جسکے ہاتھ میں ہے جان میری کہ میں
 قرآن پڑھ کر دن اس پر کر دوں اور نہ کم کر دوں اس سے جب وہ پشت پھیر کر چلا تو فرمایا

جسکو یہ بات خوش آئے کہ وہ ایک مرد جنتی کو دیکھے تو اس شخص کو دیکھ کر متفق ہو گیا
 اس حدیث میں دخول جنت کو عدم شرک اور بجا آوری فرائض اسلام پر مشتمل کیا
 یہ دلیل ہے اس بات پر کہ جنت میں جانے کے لیے عمل صالح و رکاز ہی اگرچہ ملنا
 کا محض احد کے فضل پر موقوف ہے نہ عمل پر لیکن عمل کو ایک علامت اس امر کی
 شہید کیا ہے حدیث وفد عبد القیس میں آیا ہے کہ انھوں نے کہا تھا کہ ایمان لانے کے
 اللہ پر کیا ہے فرمایا گو اسی دنیا لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ کی اور قائم کرنا
 نماز کا اور دینار کوۃ کا اور روزہ رکھنا رمضان کا متفق علیہ اس جگہ ہی
 ایمان میں عمل اسلام کو معتبر رکھا ہے عباد بن صامت کہتے ہیں حضرت نے ایک
 جماعت صحابہ سے فرمایا تم بیعت کرو مجھے اس بات پر کہ شریک نہ کرو تم سارے اللہ
 کے کسی چیز کو اور چوری نہ کرو اور زنا نہ کرو اور اولاد کو قتل نہ کرو اور بستان نہ
 اور کسی امر نیک میں سیری نہ فرمائی نہ کرو جو کوئی تم میں سے اس بیعت کو پورا کرے گا
 اس کا اجر اللہ پر ہے اور جو کوئی ان کاموں میں سے کسی کام کا مرتکب ہوگا
 پھر دنیا میں عقاب کیا جائیگا یعنی اوپر حد شرعی جاری ہوگی تو وہ عقاب
 اس کے لیے کفارہ ہوگا اور جسے کوئی کام انہیں سے کیا پھر اللہ نے اور گناہ کو
 اوپر دستور رکھا تو اس کا اختیار اللہ کو ہی چاہے بخشے اور چاہے عقاب کرے
 ہم نے اس پر حضرت سے بیعت کی متفق علیہ اس حدیث میں یہ بشارت ہے کہ
 دستور بحال انشاء اللہ تعالیٰ مغفور ہوگا معاوضے فرمایا تھا تو جانتا ہے کہ اللہ کا

حق بندوں پر اور بندوں کا حق اللہ پر کیا ہو گا اللہ و رسول جانیں فرستے
 اس کا حق بندوں پر یہ ہو گا کہ اللہ کی عبادت کریں اور کسی شی کو اور کافر کو
 نہیں سزا دیں اور بندوں کا حق اللہ پر یہ ہو گا کہ جو بندہ کسی شی کو اللہ کا شریک
 کرے اور سکون اب نفرا سے معاوضے کہا اسے رسول خدا کیا میں لوگوں کو
 اس بات کی خوشخبری نہ دوں فرمایا لا یشککوا متفق علیہ یعنی تو یہ
 بشارت دو کہ جو بندہ کہیں وہ جبر و سکر کے بیچ نہ رہیں اور عمل کریں دوسری
 روایت میں یوں ہے کہ سزا دے فرمایا تھا نہیں گواہی دیتا ہے کوئی شخص
 اس بات کی کہ لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ ہے دل سے مکن حرام
 کر دیتا ہے اللہ و سکود و ونج کی آگ پر انہوں نے کہا کیا میں اس بات کی خبر لوگوں کو
 ندوں کہ وہ خوش ہو جائیں فرمایا اذا یشککوا یعنی وہ لوگ اب اس بات کو نہ کر
 جبر و سکر نہیں گے جب سزا دے لگے تو اوہوں نے اس حدیث کو خوف
 کہا کہ تم علم و عدم تبلیغ حدیث کے بیان کرو یا متفق علیہ یہ احادیث دلیل ہیں
 اس بات پر کہ اقرار شہادتین کا گو عمل میں تقصیر ہو صدق دل سے بصورت
 عدم اشراک باللہ کے ایک ایک نفع دیکھا حدیث ابو ذر میں فرمایا نہیں ہے
 کوئی بندہ جو کہ لا الہ الا اللہ پہر اسی پر مر جائے مکن وہ بہشت میں جا لگا
 ابو ذر نے کہا اگرچہ اس نے زنا کیا ہو اور چوری کی ہو فرمایا اگرچہ اس نے زنا کیا
 اور چوری کی ہو مکن ان ذنباں سرق فرمایا وان ذنباں سرق کہا

وان نفي وان سرق فرما یا وان نفي وان سرق علی رستم انت ابی ذل
پھر جب کہ پی ابو ذر اس حدیث کو بیان کرتے تو کہتے وان رستم انت ابی ذل
متفق علیہ یعنی اگرچہ ابو ذر کی ناک خاں کو وہ ہو معلوم ہو کہ ہو جائے گناہ
کبیرہ کا کچھ مانع مغفرت سے نہیں ہے تو بہ سے ہر گناہ بخش یا جاتا ہے اور کہی
اللہ تعالیٰ بطور خرق عادت کے کسی گناہ کبیرہ کو بھی بے توبہ کے بخش دیتا ہے
لکن اس کا علم بندے کو نہیں ہو سکتا بندے سے اگر زنا ہو گیا ہے یا چوری
ہو گئی ہے اور ستور رہی تو اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے کہ معاف کرے یا کٹے اور
اگر اوپر حد و نیامین جاری ہو چکی ہے تو وہ سزا اپنے گناہوں کی یا چکا اب
آخرت میں اس کو عقاب بابت ان معافی کے نہ ہو گا تبا و بن صامت
کہتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا ہے جسے گواہی دی اس بات کی کہ لا الہ الا
اللہ وحده لا شریک لہ وان محمدا عبدا ورسوله اور گواہی دی اس
بات کی کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے و رسول اور اللہ کے کبیر کے بیٹے
اور اللہ کا کلمہ ہیں جس کو اللہ نے طرف مریم علیہا السلام کے ڈال دیا اور
روح میں طرف سے اللہ کے اور جنت و دوزخ حق ہو داخل کر گیا اللہ کو
جنت میں اس کا عمل کیسا ہی ہو متفق علیہ یعنی اچھا ہو یا برا قبول ہو یا
کثیر روایت جنادہ میں اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ من ابواب الجنة الثمانية
ایھا شاء رواہ البخاری واللفظ لہ یعنی منجا آئندہ دروازوں جنت کے

مسیح اور اس سے پہلے ہے اور یہاں سے ع و ر غلہ زہرہ کہہ دو ان کی خوشی
 میں ایمان لانا اس کے پیروان پر داخل ہے اور وہ ایسی ہی اس بات پر کہ لفظ
 شہادتین کا ہمراہ اقرار ان امور کے انجام کو بہشت میں لیا گیا اگر صحیح
 تصور ہو اور اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا ہے کہ اون اعمال بد کی سزا عذابی بلکہ
 ہو سکتا ہے کہ بعد سزا جزا کے دوزخ سے نجات ہو بہر بہشت میں رہا ہے
 بہشت عمر و بن عاص میں آیا ہے کہ میں پاس حضرت کے گیا ہے کہا ہاتھ بڑھاؤ
 میں آپ سے بہت کر دے گا آپ نے جب ہاتھ بڑھایا تو میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا
 کہا اے عمر و تو ہٹاؤ کیا ہوا میں نے کہا میں ایک شرط کرنا چاہتا ہوں فرمایا کیا شرط
 کرتا ہے میں نے کہا یہ شرط کہ میری مشغرتہ ہو جائے فرمایا تو نے یہ نہ جانا کہ اسلام
 دیا دیتا ہے اور میں چیز کو جو اسلام سے پہلے تھی اور ہجرت دے دیتی ہے اور میں چیز کو
 جو اس سے پہلے ہوئی تھی اور حج دے دیتا ہے اور میں چیز کو جو اس سے پہلے
 ہوئی ہے صرف اہل اسلام و ہجرت و حج ہا دم و نوبت کر دیتے
 ہیں عام ہونا ان الفاظ کا مقتضی ہے اس بات کو کہ گناہ مذکور صغیرہ ہوں یا
 کبیرہ یا اسلام لانے اور ہجرت کرنے اور حج بجا لانے سے معاف
 ہو جاتے ہیں اس سے حقوق عباد ہو گئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو بھی معاف فرما
 اس طرح پر کہ ظلم کو بہت دے اور ظالم کو بیشد سے اسلام سے پہلے کفر
 نہ تازہ ہو وہ کفر شہادت ہو رہا ہے اور ہجرت و حج بعد اسلام کے ہوتا ہے

تو جو گناہ حالت اسلام میں بندے سے براہ جہل صادر ہوتے ہیں ان کے
 معاف ہونے کی یہی تدبیر ہے کہ اگر دار الحرب میں ہی تو وہاں سے طرف
 دارالاسلام کے نکل جائے اگر امن پایے اور اگر موقع ہجرت کا نہیں ہے
 اور استطیع ہی تو فریضہ حج ادا کرے اور بعد حج کے حالت اس کی حالت سابقہ
 سے بہتر ہو جائے یہ علامت ہی قبول حج اور مغفرت ذنوب کی اور اگر
 ہجرت کسی دنیا کے مطلب کے لیے ہے کہ کوئی مرد کسی عورت کا کروان نکاح
 کرے یا کوئی عورت کسی مرد کی جو روپے تو پر کچھ تو اس ہجرت کا
 نہیں ہے جس طرح کہ ایک شخص نے حضرت کے وقت میں اقمین نام ایک عورت
 کے لیے ہجرت کی تھی کیونکہ اعتبار اعمال کانیات پر ہی یہ ظاہر صورت پر
 حدیث عمر بن خطاب میں فرمایا ہر انما الاعمال بالنیات وانما اکمل امر
 ما نوى فمن كانت هجرته الى الله ورسوله فخرته الى الله ورسوله ومن
 كانت هجرته الى دنيا يصيبها او امرأة يبتليها فخرته الى ما هجر الى متفق عليه
 یہ حدیث ایک اصل عظیم ہے اصول دین سے صحت سارے اعمال کی اسی کے
 ارادہ کر دیکھتا رہتی ہو یہی حال حج کا ہے کہ اگر حج نہ نیت اور اسی فرض مطابق
 شرع کے کیا ہو تو ہادم آٹام ہوگا اور اگر کسی مطلب نیا کے لیے کیا ہو
 تو وہ موافق نیت کے ہوگا و ظاہر میں فرض دا ہو گیا جیسے اس لیے کہ
 جائے کہ گھر میں جو روپے موافقت نہیں ہے یا اس لیے سے دنیا کا نام منظور

ہر ایک آدمی کے قساویں دوسرے سے چند روز قبل یا تاں منظور ہو یا کسی سے
 پہلے کرنا مطلوب ہو جس سے اس کا کلمہ نکل نہیں ہو سکتا غرض کہ جس کا کم کی نسبت
 ہوگی وہی اس کا اجر ہے حج کا ثواب نہ ملے گا مگر اذکے میں اپنے حضرت کو کہا
 مجھے خبر دو ایسے عمل کی جو جنت میں لے جائیں اور دوزخ سے بچاؤ فرمایا
 تو نے بڑی بات پوچھی یہ بات آسان ہے اور سپر جبرائیل اس کو آسان کر دے تو
 عبادت کر اللہ کی اور شریعت کر ساتھ اس کے کسی شے کو اور قائم رکھ کر نماز اور
 دس زکوٰۃ اور روزہ رکھ رہنماں کا اور حج کر گھر کا پہر فرمایا کیا میں تجھ کو
 دروازے خیر کے نہ بتا دوں روزہ سپر یعنی آتش جہنم سے اور صبر
 جہاد تیا ہر خطا کو بطرح کہ پانی لگ کو جہاد تیا ہے اور نماز پڑھنا آدمی کا رات کو
 پہر فرمایا کیا نہ بتاؤں میں تجھ کو سپر اور ستون اور اعلیٰ کو بان اس امر کا مینے کہا ہاں
 فرمایا سپر امر دین کا اسلام ہے اور ستون اور نماز ہے اور اعلیٰ کو بان اور کجاہاد
 پہر فرمایا کیا خبر نہ دون میں تجھ کو ان سب کے گرگی مینے کہا ہاں اپنی زبان پکڑ کر
 غرہا یا کہ اس کو روک یعنی بیفائدہ باتوں سے مینے کہا ای نبی اللہ کیا ہم بات کرنے
 پر پکڑے جاتے ہیں فرمایا روی تجھ کو مان تیری ایسی سادہ نہیں ڈالتے لوگوں کو
 اگر نہیں اونڈے ہونہ یا ناک کے بل مگر یہی گپ شب اوں کی زبان کی
 رواہ احمد والترمذی وابن ماجہ معلوم ہوا کہ جنت میں جاتے کے لیے
 یہ اعمال خیر درکار ہیں انکا عامل قبل دخول نازکے بہشت میں جائے گا اور جو مقرر

شہادتین کا باخلاص دل ہو اور عمل صالح میں قاصر رہا یا قرابت سرگاہ والوں
 بھی نجات ہوگی مگر بعد دخول نار کے وقت حدیث عبادہ بن صہاست میں
 فرمایا ہے جس نے گواہی دی اس بات کی کہ لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ
 حرام کیا اللہ نے اوپر دوزخ کی آگ کو رواہ مسلم والترمذی عثمان رضی اللہ
 عنہ نے رفع کیا ہے جو شخص مرا اور وہ یہ بات جانتا تھا کہ لا الہ الا اللہ وہ
 جنت میں جائیگا رواہ مسلم پہلی حدیث میں باعتبار قول کا فرمایا تھا اس حدیث
 میں فقط علم توحید پر اکتفا کیا اس لیے کہ کسی مرتے وقت زبان بند ہو جاتی ہے
 مومنہ سے کہ نہ نین نکلتا لیکن اگر دل میں اس کا اعتقاد صحیح موجود ہو تو یہ نجات
 کی قائم ہو جاوے کہتے ہیں حضرت نے فرمایا ہے دو چیزیں موجب ہیں یعنی واجب
 کر دینے والی جنت یا نار کی ایک مروت نے کہا اے رسول خدا یہ دو موجب ہیں
 فرمایا جو کوئی مرا اور وہ شریک نہ کرتا تھا ساتھ اللہ کے کسی چیز کو تو دخول ہوگا
 وہ جنت میں اور جو مرا اور وہ شریک کرتا تھا کسی چیز کو ساتھ اللہ کے تو دخول
 ہوگا وہ آگ میں رواہ مسلم اس جگہ دخول جنت و نار کو عدم شرک اور وجود
 شرک پر منحصر رکھا ہے بقیہ اعمال کا ذکر نہیں کیا اس لیے کہ موجد عمل صالح ہو کر
 خالی نہیں رہتا ہے توحید صادق بھی ایک عمل صالح ہے بلکہ اس الطاعات و
 اشرف الحسنات ہی سہی شہد موجد کو بی عمل ہو ایک دن دوزخ سے نکل کر جنت
 میں جائیگا اگرچہ بعد سیکڑوں یا ہزاروں برس کے نجات پائے توحید ضروری

اور کو ایک دن شیخ دیکھی دیر میں یا جلد تریش طویل ہو سر پر زمین فرمایا کہ
 کہ جو کوئی تجھ کو پہنچے اس دیوار کو توڑ اور وہ گواہی دیتا جو اس بات کی کہ
 لا الہ الا اللہ اور دل سے اسکا یقین رکھتا ہو تو تو اور کو جنت کی نشانی
 دے عمر نے عرض کیا کہ جو کوئی کہ لوگ اس بشارت اجمالی پر کہیں تو کہ جو کچھ
 آپ انکو چھوڑ دین فرمایا اچھا چھوڑ دو سر راہ مسئلہ مطلب حضرت کا اس
 بشارت سے یہی تھا کہ انجام توحید خالص یقینی کا جنت ہو گواہی آغاز میں دخول
 جنت ہو مگر ذہن جبل کا لفظ مرفوع یہ جو کنجیان بشت کی شہادت لا الہ الا اللہ
 سر راہ احمد حدیث طویل عثمان میں آیا ہے کہ ابو بکر نے کہا اے رسول خدا
 ما فتاة هذا الا لمر فرمایا من قبل منی الکلمة التي عرضت علی فریادھا
 فی لہ فحاة مر راہ احمد یعنی جسے قبول کیا جسے وہ کلمہ جو بیٹے اپنے چچا ابوبکر
 سے کہتا تھا اور او خون نے او کو خیر دیا تھا تو وہ نجات ہو واسطے او سے
 مراد اس کلمہ سے شہادت لا الہ الا اللہ ہی یعنی قابل صداوقی مخلص اس قول کا
 انجام کو ناجی ہو گا اس کلمے کی ایک خوبی یہ ہے کہ جو کوئی اپنے اسلام میں محسن
 ہو تا ہو اسکی ہر نیکی دس گنی اور سات سو گنی تک لکھی جاتی ہو اور ہر بدی اسکی
 ایک ہی بدی ٹھہرتی ہو یہاں تک کہ وہ اللہ سے جائے متفق علیہ یہ خوبی
 عمل صالح سے حاصل ہوتی ہو اور جو عامل صالح نہیں ہو وہ اس ترقی و تہور
 سے محروم ہو

کسی کز لذت طاعت بود محروم و ضعیف
 کہ بگزارد در حث ولی باداغ حرمش
 معاذ بن جبل رفعا کہتے ہیں جو شخص ملا اللہ سے اور شریک نہ کرتا تھا وہ ساتھ
 اللہ کے کسی چیز کو اور پڑھتا تھا نماز چنگانہ اور رکعتا روزہ رمضان کو کسی
 مغفرت ہوگی میں نے کہا افلا ابشرهم یا رسول اللہ فرمایا دعہم یعلوا رواہ احمد
 اس حدیث میں مغفرت کو نسبتہ ساتھ فرائض اعمال کے کیا ہوتے ابو ہریرہ
 کہتے ہیں میں نے کہا ای رسول خدا برا سعادت مند ساتھ آپ کے شفاعت کے دن
 قیامت کو کون ہوگا فرمایا جو گمان تھا کہ تجھے پہلے کوئی یہ سوال مجھے نہ کرے گا
 کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ تجھ کو حدیث پر بڑی حرص ہے اسعد اس ساتھ میری شفاعت
 کے دن قیامت کو وہ شخص ہوگا جس نے اپنے دل و جان سے خالصا لالہ اللہ
 کہا ہر رواہ البخاری معلوم ہوا کہ جو عقیدے میں سوحدی اور عمل میں قاصر وہ
 محتاج شفاعت ہوگا اور جس کے اعمال کامل ہیں وہ بحساب جنت میں جائیگا
 زید بن ارقم نے مرفوعا کہا ہے جسے کہا لا الہ الا اللہ مخلص ہو کر وہ جنت
 میں جائیگا پوچھا اخلاص لگا کیا ہے کہا روکے او سکویہ کلمہ اللہ کے محارم سے
 یا اوس چیز سے جو کہ اللہ نے اوپر حرام کی ہے رواہ الطبرانی فی الاوسط
 باسناد ضعیف رفاہ جہنمی کہتے ہیں حضرت نے فرمایا میں کو ابھی دیتا ہوں
 پاس اللہ کے کہ نہیں مرتا کوئی بندہ جو کو ابھی دیتا ہے اس بات کی کہ لا الہ
 الا اللہ وانی رسول اللہ شیخے دل سے پیرید ہا رہتا ہے کافح جہنم

ہائیکے راویہ احمد باسناد کلاباس بدہر او سب سے پہلے سے عمل کرتے
 تھے ایں قول کے ابو ہریرہ کا لفظ مرفوع یہ ہے نہیں کہتا ہر کوئی بندہ
 لا الہ الا اللہ کہن کہل جانتے ہیں واسطے اوسکے دروازے آسمان کے
 یہاں تک کہ پہنچتا ہے یہ کلمہ عرش تک جیتک کہ وہ کیا کرے چاہا ہے
 رواہ الترمذی وقال حدیث حسن غریب ووسر النظار انکایہ ہے کہ اپنے
 لا الہ الا اللہ کہنا یہ نفع دے گا اوسکو ایک دن اوسکے زمانے میں ہوئے
 اوسکو قبل کے جو کہہ ہوئے رواہ البزار والطبرانی ورواہ رواۃ
 الصحیح یعنی گو جہنم میں مغرب ہو مگر انجام اوسکا نجات ہے حدیث ابو سعید
 میں آیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے سوال کرو دعا خاصہ کی اپنی کہ کیا فرمایا
 لا الہ الا اللہ کہہ گا اے رب یہ تو تیری ساری بندگی کہتے ہیں تو خاصہ اپنی کہ چاہتا ہوں فرمایا
 اے موسیٰ لو ان السموات السبع والارضین السبع فکفوا لا الہ الا اللہ فکفوا لک حصن لا الہ
 الا اللہ رواہ النسائی وابن حبان قال لک حصن لا الہ الا اللہ اور حدیث جابرین لا الہ الا اللہ کو
 افضل فرما کر کہا ہے رواہ ابن ماجہ والنسائی وابن حبان حاکم نے کہا یہ حدیث
 صحیح الاسناد ہے یحییٰ بن شہاد کہتے ہیں ابو شہاد بن اوس نے مجھے کہا اور
 عبادہ بن حمات حاضر تھے وہ اونی تصدیق کرتے تھے کہ ہم پاس حضرت کے
 تھے آپ نے فرمایا تم میں کوئی غریب یعنی اہل کتاب ہے جسے کہنا نہیں فرمایا
 دروازہ بند کرو اور ہاتھ اٹھا کر کہو لا الہ الا اللہ ہم ذرا دیر تک ہاتھ

اوٹھ کر رہے پہ فرمایا الحمد للہ اللہم انک بعثتني بهذه الکلمة
 و وعدتني عليها الجنة وانت لا تظلم الميعاد پہ فرمایا البشر و ان الله
 قد غفر لکم رواہ احمد باسناد حسن و الطبرانی وغیرہما ابو ہریرہ نے
 رفعا کہا ہے کہ حضرت نے فرمایا ہے تازہ کرو تم اپنے ایمان کو کہا ہے رسول خدا
 ہم کس طرح اپنا ایمان تازہ کریں فرمایا بہت کہا کرو لا الہ الا اللہ رواہ احمد
 و الطبرانی و اسناد احمد حسن عمر کا نظم مرفوع یہ ہے مجھ کو ایک ایسا کلمہ معلوم
 ہے کہ نہیں کہتا او سکو کوئی بندہ سچ سچ اپنے دل سے پہرہ جاتا ہے او سپرین
 حرام کر دیتا ہے اللہ اس بندے کو آگ پر وہ کلمہ یہ ہے لا الہ الا اللہ رواہ
 الحاکم و قال صحیح علی شرطہما و رواہ بخاری و ابو ہریرہ کا نظم فعالیون
 بہت کثرت کرو شہادت لا الہ الا اللہ کی قبل اسکے کہ درمیان تمہارے اور
 اس کلمے کے حیولت ہو رواہ ابویعلی باسناد جید قوی یعنی مرنے سے پہلے
 اسکو بہت کہا کرو متلخج نے کہا ہے جو شخص اپنی عمر میں ستر ہزار بار اس کلمے کو
 کہے گا وہ مغفور ہو گا انس نے رفعا کہا ہے نہیں کہتا ہے کوئی بندہ لا الہ الا اللہ
 ساعت میں رات یا دن سے لکن شاد تھا ہے یہ کلمہ اون سیئات کو جو اون کے
 نامہ اعمال میں ہوتے ہیں یہاں تک کہ چاٹھتا رہے اون حسنات تک جو کہ فضل
 اون کے ہیں رواہ ابویعلی یعنی سیئات شکر او تو ہی حسنات نامہ اعمال میں
 کہے جاتے ہیں ابن عمر مرفوعا کہتے ہیں نہیں ہے اہل لا الہ الا اللہ پر کوئی وحی

مومن کی قبر اور فشر و خشر میں کو یا میں یکے کے برابر ہوں طرف اس کو و اوج
 کہ وہ اپنے سر ہون سے خاک بھاڑتے ہیں اور کہتے ہیں اللہ اللہ الذي
 اذ حبسنا الحسن اور ایک روایت میں یون ہی نہیں بل لا الہ الا اللہ
 و شہد نزدیک موت کے اور نہ نزدیک قبر کے رواہ الطبرانی لکھ کر کی
 سند نہایت ضعیف ہے حدیث ابن عمر میں فرمایا ہے کیا خبر نہ وہ میں تم کو اس
 وصیت کی جو نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو کی تھی کہ ہاں فرمایا
 اے انہوں نے اپنے فرزند سے یہ کہا تھا میں وصیت کرتا ہوں تم کو لا الہ
 الا اللہ کہنے کی یہ کلمہ اگر ایک پلے میں رکھا جائے اور سارے آسمان میں
 ایک پلے میں تو وہی کلمہ بھاری ہوگا اور اگر یہ سب ایک ساقہ میں تو یہی کلمہ
 ہوگا تو رکر اللہ تعالیٰ تک جا پہنچے گا الحدیث رواہ الدارود و رواہ صحیح
 و صحیح الاصحیح حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے لفظ حاکم کا یہ ہے میں حکم کرتا
 تم کو لا الہ الا اللہ کہنے کا اگر سارے آسمان و زمین اور جو کچھ درمیان ان دونوں کی
 ایک پلے میں رکھے جائیں اور لا الہ الا اللہ دوسرے پلے میں تو یہی کلمہ ان
 سب سے بھاری ہوگا اور اگر سارے آسمان و زمین اور مابین ایک حلقہ ہوں
 اور تو لا الہ الا اللہ کو اوپر رکھ دے تو یہ کلمہ اونکو توڑ ڈالے گا اور حکم کرتا ہوں
 میں تم کو سبحان اللہ و بحمدہ کہنے کا کہ یہ نماز ہی ہر شے کی اسی سے ہر شے کو رزق
 ملتا ہے ترمذی کا لفظ ابن عمر سے رفعاً یہ ہے نہیں ہی واسطے لا الہ الا اللہ کے

کوئی حجاب یہاں تک کہ پاس آمد کے جا پہونچے اسکو حدیث غریب کہا ہے
 ابن عمر و کہتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایک شخص کو میری امت میں
 سے رو بروی خلاق کے دن قیامت کو الگ کر کے بلائیگا اور اس پر سزا تو
 جہل یعنی طومار لکھو لگا ہر جہل برابر مدبصر کے ہوگا پھر فرمائیگا کیا تو کسی چیز کا
 انہیں سے انکار کرتا ہی کیا میرے کاتبین حافظین نے تجھ پر ظلم کیا ہی وہ کہیگا
 اور رب نہیں اللہ فرمائیگا کیا تجھ کو کچھ عذر ہی وہ کہیگا نہیں اور رب خدا
 فرمائیگا ہاں ہمارے پاس تیری ایک نیکی ہی اور آج کے دن تجھ پر ظلم ہوگا
 پھر ایک بٹاقہ یعنی پرچہ کاغذ کا نکالا جائیگا اور میں یہ کہتا ہوگا اشدھان
 اللہ الا اللہ والشھدان محمد لعبدہ ورسولہ اللہ کیگا تو اپنے وزن پر
 حاضر ہو وہ کہیگا اور رب بھلا اس بٹاقہ کے سامنے ان سجلات کی کیا تھی
 ہوا رشاد ہوگا کہ تجھ پر ظلم نہ کیا جائیگا پھر وہ سارے جہل ایک بے مین کے
 جائینگے اور وہ بٹاقہ ایک بے مین سارے سجلات ملے ہو جائینگے اور وہ
 بٹاقہ ہماری پڑیگا اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ کوئی چیز یہاں ہی نہیں ہوتی
 رواہ الترمذی وحسنہ وابن ماجہ وابن حبان والبیہقی والحاکم
 وقال صحیح علی شرط مسلم و نووی نے شرح مسلم میں کہا ہی کہ لغت میں
 ایمان تصدیق کو کہتے ہیں اور شرع میں تصدیق بالقلب و عمل بالارکان
 ابن بطال نے کہا ہی مذہب ایک جماعت سلف و خلف کا یہی ہے کہ ایمان

اگر وہ اس سے بڑھ کر گستاخ و اتہامی ہیں تو میں سوچوں کہ جس قدر حق و سچ و حقا
باجواب ہو گا ایسا تمہارے سلف کے زیادت و نقصان پر متغایر و
مستطابق ہیں تو وہی کہتے ہیں و ہذا مذہب السلف والمحدثین و جماعۃ
میں المتکلمین و اما احلاق اسم الايمان على الاعمال فستفقد علیہ عند
اصل الحق و در کائنات فی الکتاب والسنة اکثر من ان تحصر و اشهر من
تذکرہ امتی حدیث ابو ہریرہ میں آیا ہے کہ ایک دن حضرت لوگوں میں پوچھتے
ایک آدمی نے اگر پوچھا کہ اسی رسول خدا ایمان کیا ہے فرمایا یہ ہے کہ ایمان لای تو
اللہ اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتاب پر اور اس کے رسولوں پر
اور اس کی ملاقات پر اور بہت آخر پر پوچھا اسلام کیا ہے فرمایا یہ کہ عبادت
کرسے تو اللہ کی اور شریک کرے تو ساتھ اس کے کسی شی کو اور قائم کرے تو
نماز فرض اور دے تو زکوۃ فرض اور روزہ رکھے تو رمضان کا پوچھا احسان
کیا ہے فرمایا ان تعبد الله کانک تراه فانک ان لا تراه فانه یراک الحدیث
سارہ اسلام قاضی عیاض کہتے ہیں یہ حدیث مشتعل ہے شرح پر سارے وظائف
عبادات ظاہرہ و باطنہ کے کیا حقوق و ایمان و اعمال و باج و اخلاص سارے
اور کیا تحفظ آفات اعمال سے یہاں تک کہ سارے علوم شرعیہ اسی کی طرف حاج
ہیں اور اسی سے مشبہ ہوتے ہیں اسی حدیث کی بنیاد پر ہے کتاب التواضع
میں لایزم الانسان التواضع کی یہ اس لیے کہ کوئی شی واجب بات و سنن و رعایا

و مخطورات و مکروہات میں ایسی نہیں ہیں جو کہ ان تین قسم سے شاذ و فاذ ہوں
 مذہب محققین اور جامہ سیر سلف و خلف کا یہ ہے کہ جب آدمی نے دین اسلام کا عہد
 باجزم و بلا تردد کے کر لیا تو آپ وہ مومن ہو جہ ہو گیا اور سپر سیکنا اور کلمہ شکر
 واسطے معرفت خدا کے واجب نہیں ہے کیونکہ حضرت نے فقط تصدیق پر اکتفا
 کیا تھا معرفت بالدلیل کو شرط نہیں فرمایا فقد تظاہرت بهذا احادیث
 فی الصحیحین یحصل بجمعہما التواتر باصلہا والعام القطعی انتہی سگان باور
 جو مجر و کلام ساتھ شہا و قین کے کرتے ہیں اور تارک رکاز اسلام و جمیع فرامین
 دین میں اور جو اقوال و افعال کہ اوپر واجب ہیں اونکے تارک میں اور سلف
 اس حکم مجر کے اور کچھ اونکے پاس نہیں ہے بی شہدہ کافر حلال الدم والمان میں
 اس لیے کہ عصمت و مارد و اموال کی جب ہوتی ہے کہ قائم بارکان اسلام ہو سکتے
 لوگون کو نصیحت کی راہ پر لاسے اگر نہ آئیں اور کفر پر مصر میں تو اونکے ساتھ
 مقاتلہ درست ہے وہ حکم اہل جاہلیت میں میں وبالجملة فاذا صح الاصرار
 علی الکفر فالدار حرب بلا شک ولا شبهة والاحکام الاحکام اور
 حق یہ ہے کہ وجوب غزو کا ساتھ ایسے لوگون کے بموجب آیات و احادیث ہے
 مطلقاً بغیر تقیید یا نام عظم کے ہر فرد مومن پر واجب ہے ذکرہ الشوکا نے
 تو وی کہتے ہیں مذہب اہل سنت و جماعت کا جس پر اہل حق سلفاً و خلفاً ہیں
 یہ ہے کہ جو شخص موحہ ہو کر مراوہ جنت میں جائیگا قطعاً ہر حال میں ہر اگر رہائی

اسلام سے بیسے صغیر و دیوانہ اور تاب صادق سالم شرک وغیرہ معافی
 سے جیکر اوستے بعد توبہ کے کوئی مسیت ایجاد نہیں کی یا ایسا موقوف ہو
 کہ اصلاً کسی مسیت میں مبتلا نہیں ہوا ہے تو یہ سب انواع داخل جنت ہونگے
 اور ہرگز جہنم میں بنائینگے ہاں ورو و انکا و دوزخ پر ہونگا لفظ اور دوزخ
 اختلاف ہے صحیح یہی ہے کہ مراد مرد و علی الصراط ہی یہاں پل شیت جہنم پر رکھا جائیگا
 اما اذا الله منها ومن سائر المکر وۃ اور جس شخص نے کوئی مسیت کبیرہ
 کی ہے اور وہ بغیر توبہ کے مر گیا ہے تو وہ اللہ کی شیت میں ہی چاہیے اور سکو
 ساق کر کے اولاً جنت میں لیجائے اور مثل قسم اول کے کرے اور چاہے
 بقدر اوسکے گناہ اور اپنے ارادے کے اوسکو عذاب دیکر پھر جنت میں
 داخل فرمائے مگر کوئی شخص جو توحید پر مرا ہے گو اوسکے اعمال بھلائی پر
 کیوں ہوں وہ جہنم میں داخل نہ ہوگا جس طرح کہ وہ شخص جو کفر پر مرا ہے گو اوسکے
 اعمال برے ہوں ہرگز جنت میں بنائیگا ہذا المختصر جامع مذہب
 اہل الحق فی ہذہ المسئلة وقد تظاہرت ادلة الكتاب والسنة
 واجماع من بعده من الامة على هذه القاعدة وتواترت بذلك
 صوص تحصل العلم القطعي فاذا تقررت هذه القاعدة حل عليها جميع
 ماورد من احاديث الباب غير فاذا ورد حديث في ظامر مخالفة
 محب تأويله علينا الجميع بين نصوص الشريعة انتهى فحاشا لطول

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا یہ
 والا اللہ وانی رسول اللہ لا یلقى اللہ بہا عبد خیر تاک فیحجب عن الجنة
 رواہ مسلم مراد یہ ہے کہ وہ بعد مجازات بالعذاب کے داخل جنت ہو گا قیامت
 عیاض کہتے ہیں مذہب تمام اہل سنت کا جامع کیا سلف صالح و اہل حدیث
 اور کیا فقہاء و متکلمین یہ ہے کہ گناہگار لوگ اللہ کی مشیت میں ہیں جو شخص ایمان
 پر مبرا ہو اور اسے اخلاص دل سے گواہی شہادت میں کی دی تھی وہ جنت میں
 جائیگا اگر تائب یا معاصی سے سالم ہو تو یہ جاناو کا بہشت میں اور حرام ہو
 او کا دوزخ پر اللہ کی رحمت سے ہو گا اور اگر منجملہ مخطئین کے ہو کہ او سو جو کچھ
 ضائع کیا تھا اور حرام بجا لایا تھا تو وہ اللہ کی مشیت میں ہے اس کے بارے
 میں قطعاً یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ دوزخ او سپر حرام ہے اور نہ یہ بات یقیناً کہ
 کہ وہ اول و اولہ میں مستحق جنت کا ہے یا نہ یہ بات قطعاً کہیں گے کہ انجام کہ وہ
 داخل بہشت ہو گا انجام سے پہلے خطر مشیت میں پڑا ہو اسی چاہیو اللہ و لو
 او کے گناہ پر عذاب کرے اور چاہے اپنے فضل سے معاف فرماوے
 الغرض سوجد کا داخل ہونا جنت میں ضرور ہے حوالہ معافی ہو کر چاہے یا نہ ہو
 بعد عذاب کے اور مراد تحریم ہمارے تحریم خلود ہی یا یہ بات اس شخص کے ساتھ
 خاص ہو جبکہ آخر نطق اور خاتمہ لفظ کلمہ شہادت ہو اگرچہ پہلے وہ مخطئ تھا
 لیکن اب یہ کہنا او کا ایک سبب اس طرح رحمت خدا کے او کے حال پر اور جوار

نجات کے دو رخ سے ہونا بیگانہ نجات اور ہوس میں غمطیں کے جنگ کا کام
 آخر یہ کلمہ نہو ہی معنی حدیث عبادہ کے ہیں اور یہ بات کہ وہ جس دروازے
 جنت سے چاہے داخل ہونا پس ساتھ اس شخص کے ہوس کے ذکر حضرت نے
 کیا ہے اور حقیقت ایمان و توحید کو مقرون ایشاد تین فرمایا ہے کہ ایشاد شخص کو
 شہادت اچھے ہو کہ اس کے سیئات پر بڑھ جائے اور موجب اس کی مغفرت
 و رحمت و دخول جنت کا اول و اہم میں میرے اہل سنتے تو وہی کہتے ہیں وہا
 فی تحایۃ الحسن و الجمال و حدیث ابو ذرین آیا ہے کہ میں نے کہا اے رسول
 خدا کو نہ اس عمل افضل ہے فرمایا کہ ایمان باللہ و راہ مسلمہ اس میں تصریح ہے کہ
 اس بات کی کہ اطلاق عمل کا ایمان پر آتا ہے مراد اس سے و اللہ اعلم وہ ایمان ہے
 جو کہ انسان کو ملت اسلام میں داخل کر دے یعنی دل سے تصدیق کرنا اور زبان
 سے کلمہ شہادتین کہنا تصدیق کا مہم دل کا ہے اور نطق عمل زبان کا ہے یہ تفسیر تفسیری
 نے حضرت سے کہا تھا مجھے اسلام میں ایسی بات بتاؤ کہ پہرین بعد آپ کے
 کسی سے نہو چون فرمایا قل امننت باللہ فر استقم و راہ مسلم عیاض کہ شریعت
 یہ حدیث جامع الکلم ہے اور مطابق ہے ساتھ قول حق تعالیٰ کے ان الذین قالوا
 ربنا اللہ فر استقاموا یعنی اللہ کو ایک جانا پہر او سپر ایمان لایا پھر اس
 توحید و ایمان پر مستقیم رہا نہ توحید سے کنارہ کیا نہ ایمان چوڑا بلکہ التزام
 رعایت کا کیا یہاں تک کہ اسی حال پر فرمایا مفسرین صحابہ نے اس حدیث کے

یہی ہوتی ہے میں سے

برابر استقامت فیض نازل مشورہ و نظر
نہی میں تجلی گرد کوہ طور سے گرد
ابن عباس نے کہا ہے حضرت پر کوئی آیت اس سے زیادہ اشد و اشدق تمام قرآن
میں نہیں اور تیری فاستقامت اسی لیے جب صحابہ نے آپ سے کہا تھا کہ
آپ کو بڑا یا جلد ہی آگیا فرمایا مجھ کو سورہ ہود اور اسکے اخوات نے پورہ کر دیا
قشیری نے اپنے رسالے میں کہا ہے کہ کمال و تمام سورہ کا اسی درجہ استقامت
سے ہوتا ہے حصول و نظام خیرات کا و بہتہ اسی استقامت سے ہی جو شخص بھی حالت
میں مستقیم نہیں ہو سکی ہے برباد و اسکی کوشش تباہ ہے سوا اکابر کے کسی کو قیامت
استقامت کی نہیں ہوتی ہے کیونکہ ہمیں خروج معبودات سے اور مفارقت رسوم
و عادات کی اور کثرت ہونا سامنے اللہ کے حقیقت صدق پر ہوتا ہے و اسناد
حضرت نے کہا ہے استقیموا اولن یصلوا و اوسطی نے کہا ہے یہ وہ خصالت جو کہ
سارے محاسن کامل ہوتے ہیں اور جس کے نہونے سے جمالی محاسن منفقود ہو جاتے ہیں
فت حدیث ابو ہریرہ میں فرمایا ہے کہ الحیاء شعبۃ من الایمان و اللہ مسلم
یعنی شرم کرنا ایمان ہی اہل علم نے کہا ہے حیا کو ایسے ایمان ٹھہرایا ہے جو کہ کبھی وہ تقویٰ
و اکتساب سے شل سائر اعمال سے حاصل ہوتی ہے اور کبھی طبعی ہوتی ہے لیکن استقامت
اوسکا قانون شرع پر محتاج اکتساب و نیت کا ہوتا ہے اس لیے وہ منجملہ ایمان کے
ہے یہ افعال بریر باعث از معاصی سے مانع ہوتی ہے و لہذا حدیث اولیاء

میں فرمایا ہے الحیاء خیر کل دواء مسئلہ کوئی یہ کہے کہ کبھی یا موابہ
 باحتی سے مانع اور ترک امر معروف و نہی عن المنکر پر حامل ہوتی ہو تو اسکا
 جواب ابن الصلاح اور ایک جماعت ائمہ نے یہ دیا ہے کہ اس حالت کو حیا کہنا
 مجازاً ہی حقیقت حیا کی یہ ہے کہ ترک قبیح پر باعث اور تقصیر حقوق سے مانع ہو
 اتنی میں کہتا ہوں جس طرح کوئی ایسا نذر حیا نہیں ہوتا جیسی طرح اکثر حیا
 ایسا نذر نہیں ہوتے ہیں اہل فسق کو دیکھا ہو گا کہ اونکو کچھ پروا اپنی نیکی نہی
 و رسوائی کی نہیں ہوتی جیسی وجہ سے وہ اعمال ایمان پر ثابت قدم ہی
 نہیں رہتے ہمیشہ اونے صدور خصال مہلکات کا ہوا کرتا ہے کسی توجہ طرف
 افعال نجات کے نہیں کرتے نہ اللہ سے شرماتے ہیں اور نہ رسول اللہ سے
 اور نہ اللہ کے نیک بندوں سے انکا ایمان سخت ناتوان ہوتا ہے بخلاف ایمان
 کے ایک حسن جوار و اکرام مہمان پر حادث میں اسکی بہت تاکید آئی ہے
 اور حدیث ابی شریح میں فرمایا ہے جو کوئی ایمان رکھتا ہو اللہ اور دن آخرت پر
 وہ اپنے ہمسائے کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور مہمان کا اکرام بجالاے
 اور اچھی بات کہو یا چپکے رہے دواہ مسئلہ بخلاف ایمان کے ایک تفسیر شکر ہے
 ہاتھ سے یا زبان سے یا دل سے یہ مضمون حدیث ابو سعید خدری میں رفعا
 آیا ہے ہاتھ سے مثلاً شکر کا کام ائمہ و ملوک و رؤسا اہل اسلام کا ہے اور
 زبان سے تفسیر کرنا کام علماء آخرت کا ہے اور دل سے برا جانا کام عوام

مسلمین کا جو اور یہ ضعف ایمان ہی سے ایمان ہی ایک مائدہ دراز سے ضائع
 ہو چکا ہو گویا لوگوں نے اس کو ایک شریعت منسوخ سمجھ لیا ہو اب بحرِ روم
 قلید کے کچھ باقی نہیں رہا سراج و ہارج میں کہا ہو وہو باب عظیم یہ قوام لاند
 وملاکہ واذ اکثر الخبت عم العقاب الصالح والطالح فلیجز الذین یخالقون
 عن امرہ ان یتصدیہم فتنۃ او یصلیہم عذاب الیم طالب آخرت و ساعی تحصیل
 رضای خدا کو چاہی کہ اس طرف بہت توجہ کرے کہ اس کا نفع بڑا ہی بکر بہت
 خالص اور شکر سے نہ ڈرے ولینصرنا اللہ من ینصرہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ
 احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وهم لا یفتنون بفتح مسلمین کی اس
 اتفاق ہو کہ امر بصر و نہی شکر واجب ہو اور یہ دوستوں عظیم میں اس
 ویرن کے اور ہر فرد مسلمان پر جو جو بستی واجب ہیں حدیث ابن مسعود
 میں فرمایا ہر فتن جہاد ہم بیدہ فہو مؤمن ومن جہاد ہم بلسان فہو مؤمن
 ومن جہاد ہم بقلبہ فہو مؤمن ومن ورائہ ذلک من الایمان حبہ
 خرد دل زواہ مسلم بطولہ اس حدیث میں شخص ساکت و صابغت محض سے
 ایمان کی تفسیر کی ہو اور یہاں تک بالغ کیا ہو کہ اس کے لیے برابر دانہ زراعی کے
 ہی ایمان ثابت نہ کرنا حالانکہ چکا ایمان یہ برابر دانہ خردل کے ہو گا وہ بھی
 ایک نجات دہاں کا اور جب کا ایمان اتنا ہی ہو او اس کو کیا امید نجات کی کہ
 اللہ تعالیٰ جانتا ہو کہ ہرگز قدرت تفسیر شکر کی اس لئے نہیں ہاتھ نہیں

بان جو ہمارے زبان دول سے بننا ہوا وہیں ہم کو باہمی نہیں کرتے و ما
 توفیقہ الا باللہ فی سنجار امتیایان کے ایک سب علی ہو حدیث زہرا
 جن شین میں آیا ہے کہ دوست نہیں رکھتا علی کو مگر مومن اور دشمن نہیں رکھتا
 مگر منافق رواہ مسلم و دوسرے حسب انصار ہو حدیث عدی بن جاتم میں آیا ہے
 ایہم الامؤمن ولا یغضہم الا منافق رواہ مسلم تیسرے اس بات کا
 اعتقاد ہے کہ الایمان یمان والحکمة یمانۃ و فی روایۃ اخری عند مسلم
 الفقہ یمان رواہ مسلم اہل میں کے حق میں بعض آیات قرآنی بھی آوری
 ہیں اس میں دلیل ہے اسکے کمال ایمان اور حکمت و فقہ کی فضیلت و ضرورت
 یہ راوی حکمت سے علم حدیث ہے جابر کا لفظ یہ ہے الایمان فی اہل الحجاز رواہ
 مسلم سوین جاز میں ہے حدیث عائشہ میں دربارہ ابن جردعان جو کہ جنت
 میں صلا رحم و اطعام سکین کرتا تھا فرمایا ہے انہ لیرقل یومارب اغفر لہ
 خطیئتی یوم الدین رواہ مسلم معلوم ہوا کہ جو کوئی ایمان نہیں لایا ہے اور
 کوئی عمل صالح نفع نہیں دیتا کیونکہ مصدق بعث مومن ہوتا ہے اور غیر مصدق
 کافر و انما حدیث ابی ہریرہ میں ارشاد کیا ہے لا تدخلون الجنة حتی تؤمنوا
 رواہ مسلم یعنی جنت بی ایمان لانے کے میسر نہیں ہوتی اسی طرح حدیث
 ابو ہریرہ میں کہا ہے کہ زانی و سارق و شارب وقت ان افعال کے مومن نہیں
 ہوتا ہے رواہ مسلم اور دوسرے فی الایمان کو حدیث ابو ہریرہ میں صحیح آیا

کہا ہر وہ مسلمان یعنی جب وسوسہ کو بڑا سمجھا اور بر اجانا تو یہی دلیل ہو جائیگا
 اگر ایمان نہوتا تو اس سے اس کو بڑا اور بر کیوں سمجھتا یہ نظامِ علامت ہر
 اسکے ایمان کی حدیثِ انش بن مالک میں فرمایا ہے کہ مومن کو دنیا میں ہی عطا
 ملتی ہے اور آخرت میں بھی جزا ملے گی اور کافر فقط دنیا میں کماتا پیتا ہے آخرت میں
 اس کے لیے کچھ بھی نہیں ہر وہ مسلمان قل متع بکفرک قلیلا انک ست
 اصحاب النار حدیث ابو ہریرہ میں آیا ہے کہ مومن کو حدیث نفس محفوظ ہے
 اور سپر واخذہ نہیں ہر جہت تک کہ موندہ سے تھکائے یا ویسا کام کرے وہ وہ
 مسلمہ حدیث ابن عمر میں خبر دی ہے کہ ان الاسلام بدع غربا وسیعود غربا
 کہا بدع قطوبی للغباء رواہ مسلم اس حدیث کا مصداق اس نے اپنے
 بروجہ کمال ہو جو وہی مہذا اس خبر میں بشارت ہے واسطے ہم سے غریبوں کے
 اگر ہم اپنے ایمان و اسلام پر صابر و ثابت رہیں اور اعداء اسلام کے ہر کانے
 ڈرانے والے سے متحرف نہ ہوں لیکن اب یہ بات بھی غریب ہو گئی ہے
 واللہ یعلم وانتم لا تعلمون تنبیہ ہمیں ذکر فضائل و مناقب کا یہ شہادت
 اور ذکر ایواب ایمان کا اس جگہ اس لیے کیا ہے کہ صحت اصل ایمان کی اسی
 کھلے کی تصدیق و اخلاص پر تہ دل سے ملتی ہے ہر جہاں کی فضیلت و نفعیت
 پر اطلاع ہوتی ہے تو دل سے اس نعمت کے حاصل کرنے کو ایک جوش
 اٹھتا ہے اور عقلمند آدمی یہ بات بخوبی سمجھ لیتا ہے کہ جب حجر و نافع شہادت

ہمراہ سبق قلبی یہ عاقبت محمود ہا تھا آتی ہو تو پہلے صبح اور وجوہ ایمان
 کے بجا لانے سے کس طرح ترقی و تدریج علیا کی حاصل ہوگی اس لیے کہ نری تجا
 ایک دینی درجہ ایمان کا ہو اور اعلیٰ مرتبہ یہ ہو کہ فوز عظیم کو پہونچے فسق
 رشح عن النار و ادخل الجنة فقد فاز وما الحياة الدنيا الا متاع
 الزور و حدیث طویل انس میں دربارہ شفاعت رفقا آیا ہے کہ میں
 ہر بار اللہ سے اذن لوں گا کہ ہر شفاعت کروں گا میرے لیے ایک حد مقرر
 کروں گا وہی ہر اذن چاہوں گا ہر حد مقرر ہوگی پھر تیسری بار سفارش کرنا
 مانگوں گا ہر ایک حد مقرر کی جاوے گی میں اذن کروں گا کہ تم لوگ سے تمہارا گرجت میں داخل کروں گا
 یہ بات کہ باقی تریہ گاہ میں مگر وہی شخص جس کو قرآن سننے روک رکھا ہے
 یعنی اوپر خلود واجب ہو چکا ہو متفق علیہ خلود اوس کو ہوگا جو شرک
 یا کفر ہو گویا ظاہر میں مسلمان کے خلاف میں تمہا یہی حکم منافق کا ہو دوسری
 روایت میں آیا ہے کہ جس کے دل میں برابر ایک و نہ جو کے ایمان ہوگا میں اس کو
 آگ سے نکالوں گا پھر دوبارہ اوس کو جس کے دل میں برابر ڈر سے کے یا برابر دانہ
 الی کے ایمان ہوگا پھر تیسری بار میں اوس کو نکالوں گا جس کے دل میں برابر دینی
 اولی الی دانہ رالی کے ایمان ہوگا پھر چوتھی بار میں کہوں گا اے رب مجھے
 حکم دے کہ میں قائلین لا الہ الا اللہ کی شفاعت کروں اللہ فرمائیگا کہ میں
 ان سے اللہ و عزتی و جلالی و کبریا و عظمتی کا خرچہ من فاکل لا الہ

۱۱
 لا اللہ متفق علیہ یعنی یہ تیرا کام نہیں ہے یہ کام تو میرا ہے اپنے عزت
 و جلال و کبریا و عظمت کی قسم ہے کہ جسے لا الہ الا اللہ کہا ہو گا میں اس کو
 دوزخ سے باہر نکالوں گا و لہذا یہ معلوم ہوا کہ پہلے گناہگاروں کی شفاعت
 ہوگی جو کہ مشرک نہ تھے پھر زے کلمہ گو دین کی جنہوں نے شرک کیا تھا
 اگرچہ اونٹے سارے جہان کے گناہ کیوں نہ ہوں یہ شفاعت ہمارے
 حضرت کریمؐ کے لکن بعد اذن کے ہوگی ہمراہ حدیث کے مثلاً اکیسا کہ یہ کہہ دیا
 جائیگا کہ تارکین جماعت نماز کے یا اون کے جنکی نماز میں خلل رہا ہو شفاعت کو
 پھر دوسری بار میں یہ کہا جائیگا کہ اچھا فلاں قسم کے عاصیوں کی شفاعت ہو
 جیسے شرابی زانی اسی طرح تیسری بار کسی اور قسم کے لوگوں کو بتا دیا جائیگا
 یہ گویا طرف سے اللہ کے تحدید ہوگی لکن جو کوئی انہیں ایسا تھا کہ اس کوئی کام
 شرک یا رسم کفر کا ہو جاتا تھا اور وہ بی توبہ کے مگر کیا ہو تو اس کی شفاعت ہرگز
 نہ ہوگی کیونکہ وہ بغض کتاب و حبس ہو گا جیسے گور پست پیر پست
 ریاکار و نحو ہم پھر دوسری شفاعت میں خود اللہ پاک ہو حدیث خالص عاصیا
 بی عمل کو الگ سے نجات دیا جہنم میں سوا اہل شرک و کفر کے کوئی باقی نہیں رہیگا
 یہ شرک وہ چیز ہے جس سے پچاس ہر انسان پر فرض عین ہے اور نہایت مخفی ہے
 اس کے سرور میں جس طرح کہ بدعت کے ہر دور میں جب کو اپنی نجات مطلوب ہو
 اس کو چاہیے کہ وہ ابواب شرک و بدعت کفر کے دریافت کر نہیں کرے

کو شش بجالائے اسلئے کہ اگر سارے بہان کی عبادت و طاعت کی ہر
 کمر عقیدہ و مثل میں کسی طرح کا شرک و کفر مخفی ہو تو اس کی شفاعت ہرگز نہ
 اور نہ نجات اور اگر کوئی بھی عمل خیر نہیں کیا ہو یا بہان جس کے گناہ لیکر آیا ہو
 مگر شرک سے چکیا ہو تو ضرور ایک ایسا دن وہ جہنم سے دور ہو گا اور مغفور ہو گا
 اس بارے میں رسالہ تقویۃ الایمان و دعایۃ الایمان بنیات نافع و جامعہ میں
 حدیث طویل ابو سعید خدری میں رفعا آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ دوسری بار کی شفاعت
 میں ہونے والے سے کہیگا کہ جاؤ جس کے دل میں تم برابر ایک نیار کے خیر پاؤ
 او سکو آگ سے نکالو وہ ایک خلق کثیر کو باہر نکالینگے پھر حکم ہو گا کہ جاؤ جس کے دل میں
 تم برابر نصف دینار کے خیر یعنی ایمان پاؤ او سکو آگ سے باہر نکالو وہ پھر ایک
 خلق کثیر کو باہر نکالینگے پھر حکم ہو گا کہ جاؤ جس کے دل میں برابر ایک تیسرے کے
 خیر پاؤ او سکو بھی باہر نکالو وہ پھر ایک خلق کثیر کو باہر نکالینگے پھر عرض کریں گے
 کہ ابو رب ہمارے اب تو ہم نے کسی خیر والی کو آگ میں باقی نہیں چھوڑا اللہ تعالیٰ
 فرمایا کہ فرشتے اور پیغمبر اور مومنین سب شفاعت کر چکے کوئی باقی نہیں رہا
 مگر ارحم الراحمین تب ایک مٹھی اپنی آگ سے بھر لیا اور ایک ایسی قوم کو اس میں
 باہر نکال دیا جس کی کوئی خیر نہ کی ہو گی وہ جل جہنم کو بٹلا ہو گئے ہونگے او کو ایک
 نر میں جہنم کے دھاتوں پر ہر اور او سکو نہریات کہتی ہیں ڈال دے گا
 وہ او میں سے اپنے پرانہ ہونگے جسے کوئی دانہ جای سیلاب میں آگتا ہو

اور مثل گوشت شہوار کے ہو جائیگے اونکی گردنوں پر مہرین لگی ہونگی
 اہل جنت کہیں گے کہ یہ رحمن کے آزاد کیے ہوئے ہیں رحمن نے انکو
 میں بغیر کسی عمل کے جو انہوں نے کیا ہو یا کسی خیر کی جو انہوں نے آگے
 پہنچی ہو داخل کیا ہے اور ان لوگوں سے یہ بات کہی جائیگی کہ صراطِ مستقیم
 معہ متفق علیہ یعنی یہ لو اور مثل اسکے اور لو ووسر لفظ ایو سمیہ کا رفعاً
 یہ ہے کہ جب جنت والے جنت میں اور دوزخ والے دوزخ میں جا چکے ہیں کہ
 تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا جسکے دل میں برابر ایک اندر رائی کے ایمان ہو اور سکو
 نکالو وہ نکالے جائیگے وہ جیل جھنکر کو نکالے ہو گئے ہونگے نہ حیات میں اور
 جائیگے پھر اس طرح او کہیں گے جیسے کوئی دانہ راہ سیل میں آگیا ہے تم نے
 نہیں دیکھا کہ وہ دانہ زرد لپٹا ہوا نکلتا ہے متفق علیہ حدیث طویل ابو ہریرہ
 میں فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ جب بندوں کے فیصلے سے فارغ ہو گا اور یہ چاہیے گا
 کہ جن لوگوں نے شہادت لا اے اللہ کی دی ہو انکو آگ سے باہر نکالے
 تو فرشتوں کو حکم دے گا کہ جو شخص اللہ کی عبادت کرتا تھا اسکو نکالو فرشتے
 اسکو آٹا رجو سے باہر نکالیں گے اللہ نے آگ پر یہ بات حرام کی ہے کہ وہ
 جابی اثر سجدے کو کہا ہے سارے اپنے دم کو آگ کہا لیگی مگر اثر سجدہ کو وہ
 آگ سے جلی جینی نکالی جائیگا اور نہ پر حیات گرایا جائیگا وہ دانہ کی طرح راہ سیل
 او کہیں گے الحدیث متفق علیہ

شمال کا قند آتش زد دھری گرو
ترے جہت سے اور ہی ہمارے جہت میں
انس فغا کہتے ہیں کہہ قوموں کو آگ کی لپٹ پر پھینکی سبب ان گناہوں کے
جو کہ انہوں نے کیے ہونگے یہ اون کی عقوبت ہی پھیرا سو ان کو اپنی فضل و رحمت
سے جنت میں داخل کر دیا ان کو لوگ جہنمی کہیں گے سوادہ البخاری اس سے
ثابت ہوا کہ بعض گنہگار موحّد بھی دوزخ میں جائیں گے اگرچہ آخر کو سبکدست
توحید کے باہر نکلیں گے مگر موحّد ہونا مشکل ہے ف انس کی حدیث میں
فرمایا یہ سیری شفاعت واسطے اہل کبار کے سیری است میں سے ہوگی وہ
اہل السنن عوف بن مالک رفعا کہتے ہیں میرے پاس ایک آنوالا طرف سے
سیرے رکے آیا اور تمہکو اختیار دیا کہ آدھی است سیری جنت میں چاہے یا دینی
شفاعت کروں میں نے شفاعت کرنا اختیار کیا یہ شفاعت اس کی لیے ہوگی جو مر گیا
اور اسے کسی شے کو ساتھ اللہ کے شریک کیا تھا سوادہ الترمذی وابن ماجہ
اب گور پست پیر پست و نحو ہا میں شفاعت کی نز کہیں کیونکہ یہ شفاعت خاص
واسطے موحّدین کے ہوگی حدیث انس میں فرمایا یہ اللہ نے مجھے وعدہ کیا کہ
کہ چار لاکھ آدمیوں کو سیری است میں سے بلا حساب جنت میں داخل کرے گا
ابو بکر کے کہا کہچہ زیادہ کیجئے فرمایا دو لپ بھر کر کہا اور زیادہ کیجئے فرمایا اسی قدر
الحیٰ یثروا فی شرح السنۃ ظاہر یہ ہے کہ مراد اللہ کی دو لپ میں اللہ کے
بنا کر بھیان کہے در گرو ہو کر وار و چہن میں یہ پیشہ و

ابن عباس نے فرمایا کہ یہ وہی ہے جس کے جنت میں سیری است و سترہ راوی
 بغیر حساب کے یہ وہ لوگ ہیں جو ستر نہیں کرتے اور نہ قال بدیتے ہیں بلکہ آپ
 رب پر بھروسہ کرتے ہیں متفق علیہ دوسری روایت میں یہ ہے کہ ستر نہیں
 کرتے اور نہ داغ لگاتے ہیں عکاشہ بن محضر نے کہا ای رسول خدا اللہ سے
 دعا کیجیے کہ جو کچھ انہیں لوگوں میں کرے فرمایا اللہم اجعلہ منہذا ایک دوسرے
 شخص نے کھڑے ہو کر یہی سوال کیا فرمایا سبقك بها عکاشہ متفق علیہ
 غرض کہ ایمان کامل عبارت ہے توحید کامل سے جب توحید کسی شخص کی کامل ہو جاتی
 ہے تو وہ سوا اللہ کے اور کسی پر کوئی ہو کہ میں ہو مگر بھروسہ نہیں کرتا نہ کسی کا
 امیدوار ہو نہ کسی سے خائف رہتا ہے اور کسی آنکھ کے سامنے یہ حدیث
 ابن عباس کی ہر دم حاضر رہتی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت کے پیچھے تھا جو
 فرمایا یا علام بحفظ الله بحفظك احفظ بقدره فحماك واذا سألت
 فاسأل الله واذا استعنت فاستعن بالله واعلم ان الامة لو اجتمعت
 علی ان یفعلوا بشئ لم یفعلوا الا بشئ قد کتبه الله لای علیہم ولا جمعی علی
 ان یضروا بشئ لم یضروا الا بشئ قد کتبه الله علیہم رفعت کا قلام
 وحفت الصحف رواہ احمد والترمذی یعنی اسوئے کے گاہ کہ نہ کوئی گاہ
 نہ کہیں گاہ نہ جگہ تو گاہ رکھو اور نہ کوئی گاہ تو اسکو سامنے اپنے اور جب تو کو
 نہ گئے تو اسکو ہی سے مانگ اور جب تو مدد چاہی تو اسکو ہی سے چاہ اور جان

کہ اگر آپ لوگ سچ ہوں کہ تم کو کچھ نفع یا نقصان پہنچائیں تو ہرگز نہیں
 پہنچا سکتے مگر جو اللہ نے تیرے لیے لکھ رکھا ہے قلم اوٹھ گیا کاغذ سوک گیا
 قلم لڑ بھینسا اگر خدا کا کلام اللہ تعالیٰ یہ حدیث اشارہ ہو طرف رضا بقصدا
 اور اس میں ہدایت کی ہے تو حید خالص کی اختیار کرنے کی مستاذکتہ ہیں مجھ کو
 وصیت کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دس کلون کی ایک یہ کہ لا
 نشر لہ باللہ شیدا وان قتلت وحرقت لکھ دیت یعنی اگر کوئی تم کو قتل کرے
 یا آگ میں جلائے تب بھی تو شکر نہ کرنا مردہ اخذ دف حدیث انس میں کہا ہے
 کہ تین چیزیں اصل ایمان ہیں ایک بازرہنا قائل لا الہ الا اللہ سے کسی گناہ کے
 سبب اس کو کھڑنہ کئے اور نہ کسی عمل کے سبب اس کو اسلام سے باہر نہ کیا
 اور جہاد چلا آتا ہے جب یہ کہ اللہ نے تم کو مبعوث کیا ہے یہاں تک کہ آخر امت
 رجال سے لے جو کسی جائز کا اور عدل کسی عاقل کا اس کو باطل نہیں کرتا
 اور ایمان لانا اقدار پر ہے ابوداؤد یعنی اس بات کا یقین کرے کہ تقدیر
 حق ہے اور ابن عمر نے فرمایا کہ اللہ نے مقادیر خلایق کو آفرینش سموات
 وارض سے بیچا جس ہزار برس پہلے لکھ رکھا ہے جبکہ اس کا عرش پانی پر تھا مردہ
 مسلح اور حدیث ابن عمر میں فرمایا ہے کہ ہر شی قدر ہے یہاں تک کہ حجر و
 لکھن دواہ مسلح مراد ہو قونی و عقلندی ہے ابن مسعود فرماتے ہیں
 کہ میں کوئی اہل جنت کا سا عمل کرتا ہے یہاں تک کہ درمیان اس کے اور جنت کے

ایک گز کا فاصلہ رہ جاتا ہے پھر اوپر کتاب سبقت کرتی ہے وہ اہل نار کا
 عمل کر کے نار میں جاتا ہے اور کوئی تم میں اہل نار کا سا عمل کرتا ہے یہاں تک کہ
 درمیان اوس کے اور نار کے فاصلہ ایک گز کا رہ جاتا ہے پھر کتاب سبقت
 کرتی ہے وہ اہل جنت کا سا عمل کر کے داخل جنت ہوتا ہے متفق علیہ یعنی
 تقدیر غالب آتی ہے سہل بن سعد کا لفظ یہ ہے کہ بندہ عمل اہل دوزخ کا سا
 کرتا ہے اور وہ اہل جنت میں سے ہے اور کوئی عمل اہل جنت کا سا کرتا ہے
 اور وہ اہل نار میں سے ہے وانما الاعمال بالخوانیم متفق علیہ یعنی عباد
 کاموں کا انجام پر ہے اگرچہ یہ انجام آغاز میں لکھ گیا ہے اس حدیث بخوف
 ورجا و دونوں کو بتایا ہے اور تقدیر کو ثابت کیا ہے حدیث عائشہ میں آیا ہے
 اللہ نے جنت کے لیے لوگ بنائے ہیں وہ پشت میں اپنے باپوں کے ہیں
 اور دوزخ کے لیے لوگ بنائے ہیں وہ بھی اپنے باپوں کے پشت میں ہیں
 رواہ مسلم یعنی ہر کسی کی تقدیر پیدا ہونے سے پہلے مقرر ہو چکی ہے اور کسی
 موافق دنیا میں ہر کسی کا خاتمہ ہوتا ہے واما حدیث علی میں کہا ہے اعدوا
 فکل مفسد لما خلق یعنی تم عمل کیے جاؤ ہر شخص ہی کام کرتا ہے جس کے لیے پیدا
 کیا گیا ہے جو اہل سعادت ہے اوپر کام نیکبختی کا آسان ہو جاتا ہے اور جو بدبخت
 او اسکو کام بدبختی کا سہل پڑتا ہے متفق علیہ دنیا میں یہ ایک عمدہ علامت ہے
 جتنی دوزخی ہونے کی قال تعالیٰ ونفس وما سواها فالهمها فجورها وفضلا

و تقوا جازما چوری شراب خواری و سایر معاصی اللہ ہی کے ارادے
 و تقدیر سے ہوتی ہے مگر تقدیر کو ایسے محل میں محبت نہ پکڑے کہ اس کو اپنی ہی
 طرف نسبت کرے اس لیے کہ اگرچہ خالق افعال عباد کا اللہ تعالیٰ ہی مگر بند کا
 ہی و الشریس الیک منکر تقدیر کا کافر ہو جاتا ہے حدیث ابن عباس میں آیا ہے
 کہ دو گروہ کو میری امت میں سے کچھ حصہ اسلام میں نہیں ہے ایک مرجہ دوسرے
 قدیریہ رواہ الترمذی اور فرمایا میری امت میں خنث و سخ ہو گا تقدیر کے
 منکرون میں اس کو ابوداؤد و ترمذی نے ابن عمر سے روایت کیا ہے دوسری
 روایت میں کہا ہے کہ قدیریہ مجوس ہیں اس امت کے اگر بیمار پڑیں تو عیادت
 نہ کرو مرجانین و تہنار سے پرانے حاضر نہ ہو رواہ احمد و ابوداؤد علی مرتضیٰ
 نے رفع کیا ہے ایمان نہیں لاتا کوئی بندہ جب تک کہ ایمان نہ لائے چار چیزوں
 پر ایک نیک کو اسی دو بات کی کہ لا الہ الا اللہ اور میں سول ہوں اللہ پاک کا
 امین مجھے سچ بھیجا ہے اور ایمان لائے مرنے پر اور اوٹنے پر بغیر موت کے
 اور ایمان لائے تقدیر پر رواہ الترمذی و ابن ماجہ اور اللہ تعالیٰ نے
 فرمایا ہے امن الرسول بما انزل الیہ من ربه و المؤمنون کل امن بالله
 و ملائکتہ و کتبہ و رسلہ لا نفرق بین احد من رسلہ ما نارسول نے جو کچھ
 انزال او سکواو سکے رب کی طرف سے اور مسلمانوں نے سنے ہاں اللہ کو او
 نہ بیکے فرشتوں کو اور کتابوں کو اور رسولوں کو ہم جدا نہیں کرتے کسی کو

رسولون میں کذا فی موضح قرآن اس آیت وحدیث ما قبل سے سارے مضمون
 آیت پابند الخ کا مخوذ ہے جو آدمی بصفات ساتھ ان اوصاف کے ہوگا وہ
 مومن ہی آئے ہے فرمایا ہے وہ لا یقوت الا وانتم مسلمون یعنی تم نہ ہو مگر مسلمان
 ہو کر رہنا ہے ولی فی الدنیا والاخرہ توفی مسلماً والحقی بالحق
 آج ختم چادی الاخرہ روز چہارشنبہ کو دوزن میں یہ رسالہ ختم ہوا و الحمد للہ اولاً
 وآخراً وظاہراً وباطناً

فہرست سائل صفت

۱ تسلیم الصلوٰۃ

۱ تسلیم الصوم

۲ تسلیم الزکوٰۃ

۲ تسلیم الحج

۳ تسلیم الذکر والاعمال

۳ تسلیم الایمان

۴ تسلیم الخیر عن غیرہ

۴ الانشکاک عن مرہم الاشراک

۵ اتباع الحق فی ایام الحق

